اسرائیلی جارحیت......مسلمان حکمرانوں کی بے حسی اور امت کی بے بسی

عالمی دہشت گردوں کا گماشتہ اسرائیل گزشتہ دو ہفتوں سے لبنان پر فضائی اور زمینی حملے کر رہا ہے۔ جس سے لاتعداد بچوں سمیت ہزاروں افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ اربوں روپے کی املاک تباہ و برباد ہوگئی ہیں۔ جن میں سڑکیں، پل، سکول، مارکیٹیں، رہائشی فلیٹس، پٹرول پمپ خاص طور پر شامل ہیں۔ اب تک لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے جو پیدل نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء نایاب ہیں۔ خاص کر جنوبی لبنان خوفناک منظر پیش کر رہا ہے۔ انسانی آبادی کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی آشیرباد سے اسرائیل بڑی بے دردی اور انتہائی بے رحمی سے مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ لبنان کی واحد مزاحمتی تنظیم ''حزب اللہ'' اپنے محدود وسائل سے اسرائیل کے لیے چیلنج بنی ہوئی ہے۔

اس صورت حال کا الم ناک پہلو یہ ہے کہ پوری دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ کوئی اسرائیل کا ہاتھ پکڑنے کو تیار نہیں۔ اقوام متحدہ جو ہمیشہ اسرائیل کے مفادات کا تحفظ کرتا رہا ہے، اس مرتبہ بھی سلامتی کونسل سے قرارداد مذمت تک نہ پاس کروا سکا۔ جنگ بندی کی اپیل صداء بصحراء ثابت ہوئی۔ جسے اسرائیل نے بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا اور حزب اللہ کے خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کا اعلان کیا۔

اس عالمی دہشت گردی میں ستاون اسلامی ممالک کا کردار کسی المیے سے کم نہیں ہے۔ کسی ایک ملک کو بھی یہ جرات نہیں کہ وہ اسرائیل کی پرزور مذمت کرے اور لبنان پر ظالمانہ کارروائیاں کو بند کرنے کا مطالبہ کرے اور حزب اللہ کی حمایت کرے۔ حالانکہ اسرائیل کی اس کھلی جارحیت پر پوری دنیا میں عوامی احتجاج اور ان کا شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔ لیکن اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی بے حسی پر بے حد تعجب ہے۔ یہ امریکہ کی کامیاب خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کو صرف ستاون افراد کے ذریعے قابو کیا ہوا ہے۔ پوری اُمت مسلمہ یرغمال بنی ہوئی ہے اور بے بس نظر آتی ہے۔ معصوم بچوں، عفت مآب ماؤں، بہنوں، بوڑھے اور لاغر مریضوں کی چیخ و پکار بھی حکمرانوں کے دلوں کو موم نہ کر سکیں۔ اُمت مسلمہ یہ منظر نہایت بے بسی کے ساتھ دیکھ رہی ہے۔ لیکن حکمران اقتدار کے نشے میں دھت امریکہ کی فراہم کردہ جنت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اگر انھیں کوئی مسئلہ درپیش ہے تو وہ صرف اقتدار کے چھن جانے کا خوف ہے۔ جس کے لیے وہ ہمہ وقت طاغوت کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں۔

ہم یہاں امت مسلمہ سے چند گزارشات کریں گے کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو پہچانے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (الرعد:١١) کے تحت یہ تبدیلی خود لانی ہوگی اور یہ تب ممکن ہے جب ہم اپنے فرائض کو پوری دیانت داری سے ادا کریں گے۔

تمام علماء و مشائخ سے گزارش ہے کہ وہ اس نازک مرحلے میں اُمت کی صحیح رہنمائی کریں۔ خود بھی کتاب و سنت کے مطابق عملی زندگی اختیار کریں اور امت کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کریں۔ احکم الحاکمین کی رضا اور خوشنودی کا سامان کریں۔ خالص توحید کا پرچار کریں۔ نیز اللہ تعالیٰ سے مدد اور نصرت طلب کریں۔ وہی تمام قوتوں کا مالک ہے۔ اس پر مکمل بھروسہ اور توکل کریں۔ اسی کے ہاتھ میں فتح و شکست ہے۔ وہی عزت و ذلت کا مالک ہے اور وہی بادشاہت عطا کرنے والا ہے۔ مسلمان ہونے کا واضح مطلب اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے۔ جب تک ہم اپنے تمام معاملات تجارت، لین دین، عبادت بندگی، اخلاقیات اس کے حکم کے تابع نہیں کریں گے۔ فتح و نصرت ممکن نہیں۔ یاایھا الذین امنوا ادخلو فی السلم کافۃ.....الایۃ

دنیا کی محبت اور موت کا خوف دراصل موجودہ ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں پر دیگر اقوام اس طرح چڑھ دوڑیں گی جیسے لوگ دسترخوان پر آتے ہیں۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت مسلمان کثرت میں ہوں گے، لیکن ان کی حیثیت سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی سی ہوگی۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے ان کی ہیبت نکال دے گا اور مسلمانوں کے دلوں میں ''وھن'' پیدا کر دے گا۔ سوال کیا گیا ''وھن'' کیا ہے؟ فرمایا: حب الدنیا و کراھیۃ الموت

اسی طرح وہ لوگ جو سائنسی علوم سے وابستہ ہیں اور اس میدان میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان سے مودبانہ گزارش کریں گے کہ وہ اپنی ذمہ کو پہچانیں اور سائنسی علوم کے ذریعے وہ مقام و مرتبہ حاصل کریں کہ امت مسلمہ کو کسی میدان میں غیروں کا محتاج نہ ہونا پڑے اور موجودہ حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اس ضمن میں وہ کسی بھی مصلحت کا شکار نہ ہوں۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کے تحت پوری تیاری کریں اور ایک لمحہ

بھی غفلت کا شکار نہ ہوں اور وہ تمام وسائل حاصل کریں، جس سے دشمن کی یلغار کو روکا جا سکے۔ اس ضمن میں پوری امت اپنے وسائل فراہم کرے۔ کیونکہ اس کے بغیر کامیابی و کامرانی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام مادی وسائل سے مالا مال کیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کا بیشتر حصہ غیر مسلموں کے تصرف میں ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ اب اس کو اپنی ملکیت میں لیا جائے اور اگر کسی جگہ بھی یہ مال دشمنوں کے لیے نفع بخش ہے تو اس کا راستہ روکا جائے۔ خاص کر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ مصنوعات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ یہ کمپنیاں اپنی آمدن کا مخصوص حصہ ہمارے خلاف استعمال کرتی ہیں۔ یہی وہ موقعہ ہے کہ ہمیں بیداری اور غیرت کا ثبوت دینا ہے اور خودی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

ہماری ان تمام وابستگان تعلیم و تدریس سے گزارش ہے کہ ان پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ بہت اہم ہے۔ قوم کے نونہالوں اور نوجوانوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ ان میں اسلامی اقدار، اس کی تہذیب و ثقافت غالب نظر آئے۔ وہ اسلامی تعلیمات کا نادر نمونہ ہوں۔ غیر اسلامی رسم و رواج سے نفرت ہو۔ خصوصاً نوجوانوں میں دنیا کی محبت، مال و دولت کی کشش کو کم کیا جائے اور ان میں جذبہ ایثار قربانی پیدا کیا جائے۔ اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کرنے اور اس کی غلامی پر فخر کا درس دیا جائے۔ اتباع سنت، اطاعت و فرمانبرداری، احکامات کی تعمیل، محرمات سے اجتناب کی عادت ڈالی جائے۔ اس سے نوجوانوں میں اسلام سے محبت اور اس کے شعائر کی عظمت پیدا ہوگی۔ تعلیم کو عام کرنے اور ہر مسلمان کو شعور و آگاہی دینا تا کہ وہ اپنے حقوق و فرائض کا تحفظ کر سکے۔

بدقسمتی سے اکثر اسلامی ممالک میں مزاحمتی تحریکیں چل رہی ہیں۔ اور مسلمان اپنے حکمرانوں سے نبرد آزما ہیں۔ آمریت کے زیر سایہ بننے والے معاشرے میں بدامنی اور لاقانونیت عام ہے۔ جس سے نجات پانے کے لیے حکمرانوں سے آزادی حاصل کرنا لازمی سمجھتے ہیں۔ تا کہ سلب شدہ حقوق حاصل کیے جا سکیں۔ یہی وہ مشکل ہے، جس کی وجہ سے امت مسلمہ کے تمام وسائل صحیح استعمال ہونے کی بجائے منفی استعمال ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ہماری حکمرانوں سے گزارش ہے کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنی رعایا کے حقوق کا نہ صرف تحفظ کریں، بلکہ ان کے جائز مطالبات تسلیم کریں۔ انھیں آزادی دیں، تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا صحیح ادراک کر سکیں اور اپنی قوت کو مجتمع کر سکیں۔ ایسی صورت میں دشمنانِ اسلام کبھی جرات نہیں کر سکتے کہ وہ کسی بھی ملک کے خلاف جارحیت کریں۔ عوام کی تائید و نصرت بڑی قوت ہے۔ جس کے بغیر یکجہتی قائم نہیں رہ سکتی۔ ایک عرصہ تک تو بزور شمشیر عوام کو دبایا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے بغیر حکومت ہمیشہ غیر مستحکم ہوتی ہے۔

اگر ہم اسرائیل کو شکست دینا چاہتے ہیں اور اس کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینا چاہتے ہیں، تو اپنی صفوں کو درست کریں، اپنی خامیوں پر قابو پائیں، ان کی اصلاح کریں، اور اپنے اپنے فرائض پوری دیانت داری سے ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی ہمارا مقدر نہ بنے۔

☆☆○☆☆

آزادی سے وابستہ امیدیں!

قیام پاکستان کے انسٹھ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ حکومت ہر سال پورے تزک و احتشام کے ساتھ جشن آزادی مناتی ہے اور قوم کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ آزادی بڑی نعمت ہے اور پاکستان کی شکل میں یہ نعمت ہمیں میسر ہے۔ لہٰذا ہر سال ۱۴ اگست کو پوری آزادی کے ساتھ جشن مناؤ...... اور سارا سال آنسو بہاؤ...... عوام کے لیے یہی کافی ہے۔ کیونکہ آزادی کے حقیقی فوائد حاصل کرنے کے لیے اعلیٰ طبقہ موجود ہے۔

ماہِ اگست میں ہر سال چند کانفرنسیں، سیمینار اور مذاکرات منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں آزدی کے فوائد، اہمیت پر دھواں دار تقاریر ہوتی ہیں اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ آزادی کا حق ادا ہو گیا۔

پاکستان میں بہت ساری باتوں کی طرح آزادی کا بھی ایک خاص مفہوم لیا گیا ہے۔ مثلاً آزادی سے قوم کو ان کے حق حکمرانی سے محروم کر دیا جائے۔ ان کے بنیادی حقوق سلب کر لیے جائیں، پوری آزادی سے لوٹ مار کی جائے، لوگوں کے مال و جان، آبرو کو پوری آزادی سے لوٹا جائے۔ غرضیکہ غیر قانونی دھندے کی مکمل آزادی!

حالانکہ قیام پاکستان کے وقت لوگوں نے آزادی سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں، ان میں سے کوئی ایک بھی پوری نہ ہوئی۔ لاتعداد لوگ حسرت و یاس کی تصویر بنے اگلے جہان سدھار گئے۔ باقی انتہائی مایوسی اور بے چارگی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لیے کہ اس آزادی نے ان کا سکون اور چین چھین لیا ہے۔ عام لوگ جن مسائل سے دوچار ہیں انھیں آزادی کا جشن منانے کی فرصت کہاں......؟ بے روزگاری، مہنگائی کا طوفان سر پر ہے۔ دو وقت کی روٹی کی فکر ہر وقت دامن گیر ہے۔ بیماری اور علاج معالجہ کے اخراجات ناقابل برداشت ہیں۔ اس پر مستزاد بدامنی ہے۔ مال، جان، عزت و آبرو کی حفاظت، لٹیروں اور رہزنوں کی حکمرانی اور سرداری ہے۔ جنگل کا قانون ہے۔ طاقتور کمزور کو دبا رہا ہے۔ اس حالت میں لوگ کہاں جائیں......؟

لہٰذا ہماری حکومت سے درخواست ہے کہ آزادی کے فوائد عام لوگوں تک پہنچائیں۔ صرف بالائی طبقہ ہی اس سے مستفید نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ آزادی بڑی نعمت ہے اور اس کی قدر کرنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ انسان تمام ضابطوں سے آزاد ہو جائے اور قانون شکن بن جائے۔ خاص کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ملنے والی آزادی دراصل بہترین آزادی ہے۔ جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی غلامی ہوتی ہے۔ باقی ساری غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور انسان نام نہاد آمروں، غاصبوں، حکمرانوں کے خوف سے آزاد ہو جاتا ہے۔

یہی حقیقی آزادی ہے۔

☆☆○☆☆